بچّوں کے لیے اسماعیل میرٹھی کی سدا بہار نظمیں
شگوفے

خُدا کی قُدرت

جو چیز خُدا نے ہے بنائی
اُس میں ظاہر ہے خُوش نُمائی

کیا خُوب ہے رنگ ڈھنگ سب کا
چھوٹی بڑی جس قدر ہیں اشیا

روشن چیزیں بنائیں اُس نے
اچھّی شکلیں دِکھائیں اُس نے

ہر چیز کی ہے ادا نرالی
حکمت سے نہیں ہے کوئی خالی

ننھّی کلیاں چٹک رہی ہیں
چھوٹی چڑیاں پھُدک رہی ہیں

اُس کی قُدرت سے پھُول مہکے
پھُولوں پہ پرنّد آ کے چہکے

چڑیوں کے عجیب پَر لگائے
اور پھُول ہیں عطر میں بسائے

چڑیوں کی ہے بھانت بھانت آواز
پھُولوں کا جُدا جُدا ہے انداز

گائیں بھینسیں عجَب بنائیں
کیا دُودھ کی ندّیاں بہائیں

پیدا کیے اُونٹ، بیل، گھوڑے
ہر شے کے بنا دیے جوڑے

روشن آنکھیں بنائیں دو دو
قُدرت کی بہار دیکھنے کو

دو ہونٹ دیے کہ مُنھ سے بولیں
شُکر اُس کا کریں، زبان کھولیں

پن چکّی

نہر پر چل رہی ہے پن چکّی
دُھن کی پُوری ہے کام کی پکّی

بیٹھتی تُو نہیں کبھی تھک کر
تیرے پہیّے کو ہے سدا چکّر

پیسنے میں لگی نہیں کچھ دیر
تُو نے جھٹ پٹ لگا دیا اِک ڈھیر

لوگ لے جائیں گے سمیٹ سمیٹ
تیرا آٹا بھرے گا کتنے پیٹ

بھر کے لاتے ہیں گاڑیوں میں اناج
شہر کے شہر ہیں ترے مُحتاج

تُو بڑے کام کی ہے اے چکّی
کام کو کر رہی ہے طے، چکّی

پانی ہر وقت بہتا ہے ڈھل ڈھل
جو گھُماتا ہے آ کے تیری کل

کیا تجھے چین ہی نہیں آتا
کام جب تک نبٹ نہیں جاتا

مینہ برستا ہو یا چلے آندھی
تُو نے چلنے کی شرط ہے باندھی

تُو بڑے کام کی ہے اے چکّی
مُجھ کو بھاتی ہے تیری لَے چکّی

عِلم سیکھو، سبق پڑھو بچّو!
اور آگے چلو، بڑھو بچّو!

کھیلنے کُودنے کا مت لو نام
کام جب تک کہ ہو نہ جائے تمام

جب نبٹ جائے کام تب ہے مزا
کھیلنے، کھانے اور سونے کا

دیکھ لو چل رہی ہے پن چکّی
دُھن کی پُوری ہے کام کی پکّی

ہماری گائے

رَب کا شُکر ادا کر بھائی
جس نے ہماری گائے بنائی
اُس مالِک کو کیوں نہ پُکاریں
جس نے پلائیں دُودھ کی دھاریں
خاک کو اُس نے سبزہ بنایا
سبزے کو پھر گائے نے کھایا
کل جو گھاس چَری تھی بَن میں
دُودھ بنی اب گائے کے تھَن میں
سُبحانَ اللہ دُودھ ہے کیسا
تازہ ، گرم ، سفید اور میٹھا

گائے کو دی کیا اچّھی صُورت
خُوبی کی ہے گویا مُورت
دانہ دُنکا ، بھُوسی ، چوکر
کھا لیتی ہے سب خُوش ہوکر
کیا ہی غریب اور کیسی پیاری
صُبح ہوئی ، جنگل کو سِدھاری
سبزے سے میدان ہَرا ہے
جھیل میں پانی صاف بھَرا ہے
پانی پی کر ، چارہ چَر کر
شام کو آئی اپنے گھر پر
دُوری میں جو دِن ہے کاٹا
بچّے کو کِس پیار سے چاٹا
بچھڑے اُس کے بیل بنائے
جو کھیتی کے کام میں آئے
رَب کی حمد و ثنا کر بھائی
جس نے ایسی گائے بنائی

ہَوا چلی

ہونے کو آئی صُبح تو ٹھنڈی ہَوا چلی
کیا دِھیمی دِھیمی چال سے یہ خُوش اَدا چلی

لہرا دیا ہے کھیت کو، ہِلتی ہیں بالیاں
پَودے بھی جھُومتے ہیں، لچکتی ہیں ڈالیاں

پھلواریوں میں تازہ شگوفے کھلا چلی
سویا ہوا تھا سبزہ، اُسے تُو جگا چلی

سرسبز ہوں درخت نہ باغوں میں تجھ بغیر
تیرے ہی دم قدم سے ہے جاتی چمن کی سیر

پڑ جائے اس جہاں میں ہوا کی اگر کمی
چوپایہ کوئی زندہ بچے، اور نہ آدمی

چڑیوں کو یہ اُڑان کی طاقت کہاں رہے
پھر کان میں ہو نہ غٹر غوں نہ چہچہے

بندوں کو چاہیے کہ کریں بندگی ادا
اُس کی کہ جس کے حکم سے چلتی ہے یہ سدا

ہَوا چلی

ہونے کو آئی صُبح تو ٹھنڈی ہَوا چلی
کیا دِھیمی دِھیمی چال سے یہ خُوش اَدا چلی

لہرا دیا ہے کھیت کو، ہِلتی ہیں بالیاں
پَودے بھی جُھومتے ہیں، لچکتی ہیں ڈالیاں

پُھلواریوں میں تازہ شِگُوفے کِھلا چلی
سویا ہُوا تھا سَبزہ، اُسے تُو جگا چلی

سَرسبز ہوں درخت نہ باغوں میں تُجھ بغیر
تیرے ہی دم قدم سے ہے بھاتی چمن کی سیر

پڑ جائے اِس جہاں میں ہَوا کی اگر کمی
چوپایہ کوئی زِندہ نہ بچے، اور نہ آدمی

چِڑیوں کو یہ اُڑان کی طاقت کہاں رہے
پھر کائیں کائیں ہو نہ غُٹر غُوں نہ چہچہے

بندوں کو چاہیے کہ کریں بندگی ادا
اُس کی کہ جِس کے حُکم سے چلتی ہے یہ سَدا

جُگنُو اور بچّہ

سُناؤں تمھیں بات اِک رات کی
کہ وہ رات اندھیری تھی برسات کی

چمکنے سے جُگنُو کے تھا اِک سماں
ہوا پر اُڑیں جیسے چنگاریاں

پڑی ایک بچّے کی اُن پر نظر
پکڑ ہی لیا ایک کو دوڑ کر

چمک دار کیڑا جو بھایا اُسے
تو ٹوپی میں جھٹ پٹ چھُپایا اُسے

وہ جھَم جھَم چمکتا اِدھر سے اُدھر
پھرا ، کوئی رستہ نہ پایا مگر

تو غم گین قیدی نے کی اِلتجا
کہ چھوٹے شکاری، مجھے کر رہا

جُگنُو : خُدا کے لیے چھوڑ دے ، چھوڑ دے
مری قید کے جال کو توڑ دے

بچّہ : کرُوں گا نہ آزاد اُس وقت تک
کہ میں دیکھ لُوں دِن میں تیری چمک

جُگنُو : چمک میری دِن میں نہ دیکھو گے تُم
اُجالے میں ہو جائے گی وُہ تو گُم

بچّہ : ارے چھوٹے کیڑے ، نہ دے دَم مجھے
کہ ہے واقفیّت ابھی کم مجھے

اُجالے میں دِن کے کھُلے گا یہ حال
کہ اِتنے سے کیڑے میں ہے کیا کمال

دُھواں ہے نہ شُعلہ نہ گرمی نہ آنچ
چمکنے کی تیری کرُوں گا میں جانچ

جُگنُو : یہ قدُرت کی کاری گری ہے جناب
کہ ذرّے کو چمکائے جُوں آفتاب

مجھے دی ہے اِس واسطے یہ چمک
کہ تُم دیکھ کر مجھ کو جاؤ ٹھٹک

نہ اَکھڑ پَنے سے کرو پائے مال
سنبھل کر چلو ، آدمی کی سی چال

جگنو: خدا کے لیے چھوڑ دے، چھوڑ دے
مری قید کے جال کو توڑ دے

بچّہ: کروں گا نہ آزاد اُس وقت تک
کہ میں دیکھ لُوں دِن میں تیری چمک

جگنو: چمک میری دِن میں نہ دیکھو گے تُم
اُجالے میں ہو جائے گی وُہ تو گُم

بچّہ: ارے چھوٹے کیڑے، نہ دے دَم مجھے
کہ ہے واقفیّت ابھی کم مجھے

اُجالے میں دِن کے کُھلے گا یہ حال
کہ اِتنے سے کیڑے میں ہے کیا کمال

دُھواں ہے نہ شُعلہ نہ گرمی نہ آنچ
چمکنے کی تیری کرُوں گا میں جانچ

جگنو: یہ قدرت کی کاری گری ہے جناب
کہ ذرّے کو چمکائے جُوں آفتاب

مجھے دی ہے اِس واسطے یہ چمک
کہ تُم دیکھ کر مجھ کو جاؤ ٹھٹک

نہ اَکھڑ پنے سے کرو پائے مال
سنبھل کر چلو، آدمی کی سی چال

کُتّا اور پرچھائیں

مُنہ میں ٹکڑا لیے ہُوئے کُتّا
ایک دریا کو تیر کر اُترا

پانی آئینہ سا رہا تھا چمک
نظر آتی تھی تہ کی مٹّی تک

اپنی پرچھائیں پر کیا جو غور
اُس کو سمجھا کہ ہے یہ کُتّا اور

مُنہ میں ٹکڑا دبا رہا ہے یہ
گہرے پانی میں جا رہا ہے یہ

حِرص نے ایسا بے قرار کیا
جھٹ سے غُرّا کے اُس پہ وار کیا

جُوں ہی ٹکڑے پہ اُس کے مُنھ مارا
اپنا ٹکڑا بھی کھو دیا سارا

واں نہ ٹکڑا، نہ اور کُتّا تھا
وَہم تھا، وَہم کے سِوا کیا تھا

یُوں ہی جَلتے ہیں لالچی ناداں
کر کے لالچ اُٹھاتے ہیں نُقصاں

969 0 00576 6 Rs. 30.00
مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور - باہتمام عبدالسلام پرنٹر اور پبلشر